تحفۂ زوجین

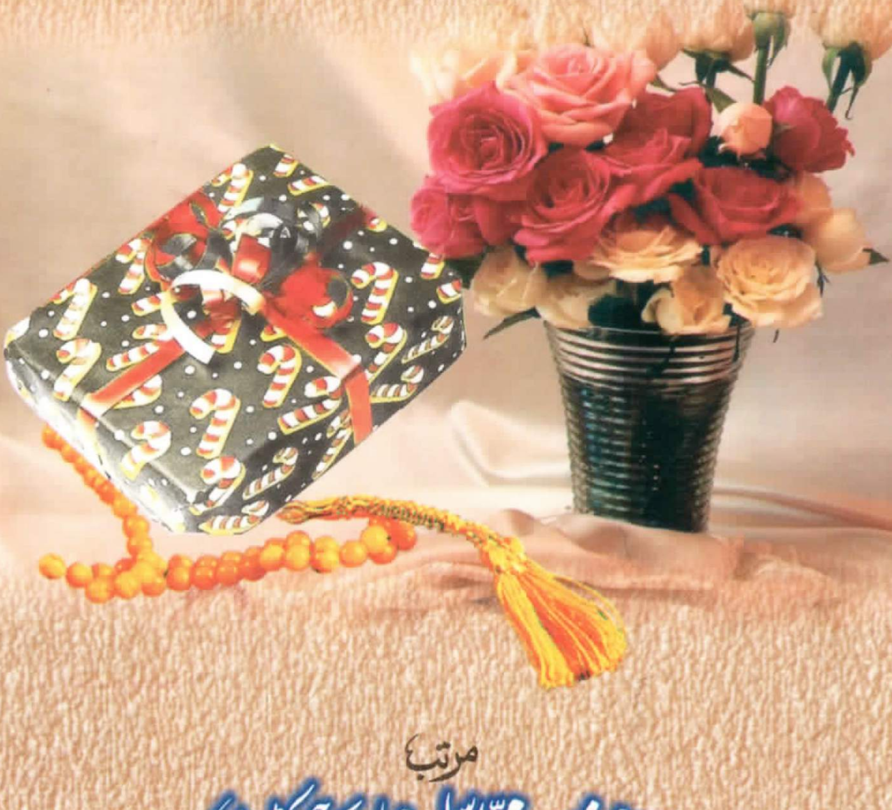

مرتب
مولانا ابو مسرور محمد اسلم رضا مصباحی کٹیہاری

ناشر: رضا اکیڈمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے　　　　ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروروں درود

بفیض حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تحفۂ زوجین

مرتب: ابو مسرور مولانا محمد اسلم رضا مصباحی کٹیہاری

بموقع جشن شادی

عزیزہ **سلمیٰ** سلمہا　　ہمراہ　　**محمد یوسف** سلمہ

بتاریخ ۲۷ر ذی القعدہ ۱۴۲۵ھ مطابق ۹ر جنوری ۲۰۰۵ء بروز اتوار

منجانب

الحاج عبد الغفار رضوی (بابو بھائی) واہلیہ

حسب فرمائش

ناشر مسلک اعلیٰحضرت الحاج محمد سعید نوری بانی رضا اکیڈمی

و سکریٹری رضا اکیڈمی الحاج محمد سہیل روکڑیا رضوی

ناشر

رضا اکیڈمی ۲۶ر کامبیکر اسٹریٹ ممبئی ۳

سلسلۂ اشاعت نمبر ۲۷۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَاٰلِہِ الْکِرَامِ وَ صَحْبِہِ الْعِظَامِ

اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِھِمْ ط فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ ط (سورۂ نساء آیت ۳۴)

مرد افسر ہیں عورتوں پر اس لئے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اس لئے کہ مردوں نے ان پر اپنے مال خرچ کئے تو نیک بخت عورتیں ادب والیاں ہیں خاوند کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں جس طرح اللہ نے حفاظت کا حکم دیا۔ (ترجمہ کنزالایمان)

نکاح

نکاح اس عقد کو کہتے ہیں جس کے ذریعے سے عورت مرد کے لئے حلال ہو جاتی ہے۔

نکاح اور نیک عورت کی خوبیاں

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو میرے طریقہ کو محبوب رکھے وہ میری سنت پر چلے اور میری سنت سے نکاح ہے۔ (بیہقی)

حدیث: حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا متاع ہے اور دنیا کی بہترین متاع نیک عورت۔ (مسلم شریف، نسائی شریف)

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جسے چار چیزیں ملیں اسے دنیا و آخرت کی بھلائی ملی (۱) دل شکر گزار (۲) زبان یاد خدا کرنے والی (۳) بدن بلا پر صابر (۴) ایسی بی بی کہ اپنے نفس اور مال شوہر میں گناہ کی جویاں نہ ہو۔ (طبرانی کبیر و اوسط)

حدیث: حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جسے اللہ نے نیک بی بی نصیب کی اس کے نصف دین پر اعانت فرمائی۔ تو نصف باقی میں اللہ سے ڈرے (تقویٰ و پرہیز گاری کرے)۔ (طبرانی)

حدیث: رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عورت سے نکاح چار باتوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے (نکاح میں ان کا لحاظ ہوتا ہے) (۱) مال (۲) حسب (۳) جمال (۴) دین۔ اور تو دین والی کو ترجیح دے۔ (بخاری و مسلم)

نفل عبادت اور نکاح

نکاح اور اس کے حقوق ادا کرنے میں اور اولاد کی تربیت میں مشغول رہنا نوافل میں مشغولی سے بہتر ہے۔ (ردالمحتار)

زوجین

دین اسلام نے میاں بیوی کی اجتماعی زندگی کی صدارت اگرچہ مرد کو عطا فرمائی ہے۔ اور مردوں کو عورتوں پر حاکم بنادیا ہے تاکہ نظام خانہ داری میں اگر کوئی بڑی مشکل آن پڑے تو مرد اپنی خداداد طاقت وصلاحیت سے اس مشکل کو حل کردے لیکن اس کے ساتھ ساتھ جہاں مردوں کے کچھ حقوق عورتوں پر واجب کردیئے ہیں۔ وہاں عورتوں کے بھی کچھ حقوق مردوں پر لازم ٹھہرادیئے ہیں اس لئے عورت اور مرد دونوں ایک دوسرے کے حقوق میں جکڑے ہوئے ہیں تاکہ دونوں ایک دوسرے کے حقوق کو ادا کرکے اپنی اجتماعی زندگی کو شادمانی و مسرت کی جنت بنادیں۔ اور نفاق وشقاق اور لڑائی جھگڑوں کے جہنم سے ہمیشہ کے لئے آزاد ہوجائیں۔

عورت جب تک اس کی شادی نہیں ہوتی اپنے ماں باپ کی بیٹی کہلاتی ہے

مگر شادی ہو جانے کے بعد عورت اپنے شوہر کی بیوی بن جاتی ہے اور اب اس کے فرائض اور اس کی ذمہ داریاں پہلے سے بہت زیادہ بڑھ جاتی ہیں۔ وہ تمام حقوق و فرائض جو بالغ ہونے کے بعد عورت پر لازم ہو گئے تھے اب ان کے علاوہ شوہر کے حقوق کا بھی بہت بڑا بوجھ عورت کے سر پر آ جاتا ہے جس کا ادا کرنا ہر عورت کے لئے بہت بڑا فریضہ ہے۔ یاد رکھو کہ شوہر کے حقوق کو اگر عورت نہ ادا کرے گی تو اس کی دنیاوی زندگی تباہ و برباد ہو جائے گی اور آخرت میں وہ دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جلتی رہے گی۔ اور اس کی قبر میں سانپ، بچھو اس کو ڈستے رہیں گے۔ اور وہ دونوں جہاں میں ذلیل و خوار اور طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار رہے گی۔ اس لئے شریعت کے حکم کے مطابق ہر عورت پر فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کے حقوق کو ادا کرتی رہے اور عمر بھر اپنے شوہر کی فرمانبرداری و خدمت گزاری کرتی رہے۔

میاں بیوی اور آج کا ماحول

آج کل عام شکایت ہے کہ زن و شوہر میں نا اتفاقی ہے۔ مرد کو عورت کی شکایت ہے تو عورت کو مرد کی۔ ہر ایک دوسرے کے لئے بلائے جان ہے۔ اور جب اتفاق نہ ہو تو زندگی تلخ اور نتائج نہایت خراب۔ آپس کی نا اتفاقی علاوہ دنیا کی خرابی کے دین بھی برباد کرنے والی ہوتی ہے۔ اور اس نا اتفاقی کا اثر بد انھیں تک محدود نہیں رہتا بلکہ اولاد پر بھی اثر پڑتا ہے۔ اولاد کے دل میں نہ باپ کا ادب رہتا ہے نہ ماں کی عزت۔ اس نا اتفاقی کا بڑا سبب یہ ہے کہ طرفین میں ہر ایک دوسرے کے حقوق کا لحاظ نہیں رکھتے اور باہم رواداری سے کام نہیں لیتے۔ مرد چاہتا ہے کہ عورت کو باندی سے بدتر کر کے رکھے اور عورت چاہتی ہے کہ مرد

میرا غلام رہے جو میں چاہوں وہ ہو چاہے کچھ ہو جائے مگر بات میں فرق نہ آئے۔

جب ایسے خیالات فاسدہ طرفین میں پیدا ہوں گے تو کیوں کر نبھ سکے گی۔ دن رات کی لڑائی اور ہر ایک کے اخلاق وعادات میں برائی اور گھر کی بربادی اسی کا نتیجہ ہے۔ قرآن مجید میں جس طرح یہ حکم آیا کہ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ جس سے مردوں کی بڑائی ظاہر ہوتی ہے اسی طرح یہ بھی فرمایا کہ وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ج جس کا صاف یہ مطلب ہے کہ عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔

لہٰذا مرد وعورت کو ایک دوسرے کے ساتھ حسن معاملت سے پیش آنا اور ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کا پاس ولحاظ ضروری ہے۔ مرد کو یہ دیکھنا چاہئے کہ اس کے ذمہ عورت کے کیا حقوق ہیں انھیں ادا کرے۔ اور عورت شوہر کے حقوق دیکھے اور پورے کرے۔ یہ نہ ہو کہ ہر ایک اپنے حقوق کا مطالبہ کرے اور دوسرے کے حقوق سے سروکار وتعلق نہ رکھے۔

اور یہ بات نہایت ضروری ہے کہ ہر ایک دوسرے کی بے جا باتوں کا تحمل کرے اور اگر کسی موقع پر دوسری طرف سے زیادتی ہو تو جھگڑا وفساد کے لئے آمادہ وتیار نہ ہو کہ ایسی جگہ ضد پیدا ہو جاتی ہے اور سلجھی ہوئی بات الجھ جاتی ہے۔

احادیث کی روشنی میں عورت پر شوہر کے حقوق

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عورت پر سب آدمیوں سے زیادہ حق اس کے شوہر کا ہے اور مرد پر اس کی ماں کا۔ (حاکم)

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو حکم کرتا کہ غیر خدا کے لئے سجدہ کرے تو حکم دیتا کہ عورت اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ قسم ہے اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم) کی جان ہے عورت اپنے پروردگار کا حق ادا نہ کرے گی جب تک شوہر کے کل حق ادا نہ کرے۔ (امام احمد، ابن ماجہ)

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عورت ایمان کا مزہ نہ پائے گی جب تک حق شوہر ادا نہ کرے۔ (طبرانی)

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عورت جب پانچوں نمازیں پڑھے اور ماہ رمضان کے روزے رکھے اور اپنی عفت کی محافظت کرے اور شوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔ (حلیہ)

لہٰذا ان احادیث کی روشنی میں عورتوں پر لازم ہے کہ حقوق شوہر کا تحفظ کریں تاکہ دنیا میں چین اور آخرت میں راحت ملے۔

شوہر کے ساتھ زندگی گزارنے کا طریقہ

جاننا چاہئے کہ میاں بیوی کا رشتہ ایسا مضبوط تعلق ہے کہ ساری عمر اسی بندھن میں رہ کر زندگی بسر کرنی ہے۔ اگر میاں بیوی میں پورا پورا اتحاد و اتفاق رہا تو اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔ اور اگر میاں بیوی کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا اور جھگڑے تکرار کی نوبت آ گئی تو اس سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں کہ میاں بیوی دونوں کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے اور دونوں عمر بھر گھٹن اور جلن کی آگ میں جلتے رہتے ہیں .... **لہٰذا**

❁ ہر عورت شوہر کے گھر میں قدم رکھتے ہی اپنے اوپر یہ لازم کر لے کہ وہ ہر وقت اور ہر حال میں اپنے شوہر کا دل خوش رکھے گی اور اس کے اشاروں پر چلتی رہے گی اور کسی وقت اور کسی حال میں بھی شوہر کے حکم کی نافرمانی نہ کرے گی۔

۞ ہر عورت کو چاہئے کہ وہ اپنے شوہر کے مزاج کو پہچان لے اور بغور دیکھتی رہے کہ اس کے شوہر کو کیا کیا چیزیں اور کون کون سی باتیں ناپسندیدہ ہیں اور وہ کن کن باتوں سے خوش ہوتا ہے اور کون کون سی باتوں سے ناراض ہوتا ہے۔ اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، پہننے اوڑھنے اور بات چیت میں اس کی عادت اور اس کا ذوق کیا اور کیسا ہے۔ خوب اچھی طرح شوہر کا مزاج پہچان لینے کے بعد عورت کو لازم ہے کہ وہ ہر کام شوہر کے مزاج کے مطابق کرے۔ ہرگز ہرگز شوہر کے مزاج کے خلاف نہ کوئی بات کرے اور نہ کوئی کام۔

۞ عورت کو لازم ہے کہ شوہر کو کبھی جلی کٹی باتیں نہ سنائے۔ نہ کبھی اس کے سامنے غصہ میں چلا چلا کر بولے۔ نہ اس کی باتوں کا کڑوا تیکھا جواب دے۔ نہ کبھی اس کو طعنہ مارے۔ نہ اس کی لائی ہوئی چیزوں میں عیب نکالے۔ نہ شوہر کے مکان و سامان وغیرہ کو حقیر بتائے۔ نہ شوہر کے ماں باپ یا اس کے خاندان یا اس کی شکل وصورت کے بارے میں کوئی ایسی بات کہے جس سے شوہر کے دل کو ٹھیس لگے۔ اور خواہ مخواہ اس کو سن کر برا لگے۔ اس قسم کی باتوں سے شوہر کا دل دکھ جاتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ شوہر کو بیوی سے نفرت ہونے لگتی ہے جس کا انجام جھگڑے لڑائی کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ میاں بیوی میں زبردست بگاڑ ہو جاتا ہے۔

۞ بیوی کو لازم ہے کہ ہمیشہ اٹھتے بیٹھتے، بات چیت میں، ہر حالت میں شوہر کے سامنے باادب رہے اور اس کے اعزاز و اکرام کا خیال رکھے۔ شوہر جب کبھی باہر سے گھر میں آئے تو عورت کو چاہئے کہ سب کام کو چھوڑ کر اٹھ کھڑی ہو اور شوہر کی طرف متوجہ ہو جائے۔ اس کی مزاج پرسی کرے اور فوراً ہی اس کے آرام و راحت کا انتظام کر دے۔ اور اس کے ساتھ دل جوئی کی باتیں کرے اور ہرگز

ہرگز ایسی کوئی بات نہ سنائے نہ کوئی ایسا سوال کرے جس سے شوہر کا دل دکھے۔

❁ اگر شوہر کو عورت کی کسی بات پر غصہ آجائے تو عورت کو لازم ہے کہ اس وقت خاموش ہو جائے اور اس وقت ہرگز کوئی ایسی بات نہ بولے جس سے شوہر کا غصہ اور زیادہ بڑھ جائے۔ اور اگر عورت کی طرف سے کوئی قصور ہو جائے اور شوہر غصہ میں بھر کر عورت کو برا بھلا کہہ دے اور ناراض ہو جائے تو عورت کو چاہئے کہ خود روٹھ کر اور گال پھلا کر نہ بیٹھ جائے بلکہ عورت کو لازم ہے کہ فوراً ہی عاجزی اور خوشامد کر کے شوہر سے معافی مانگے اور جس طرح بھی وہ مانے اسے منا لے۔ اگر عورت کا کوئی قصور نہ ہو بلکہ شوہر ہی کا قصور ہو جب بھی عورت کو تن کر اور منھ بگاڑ کر بیٹھ رہنا نہیں چاہئے بلکہ شوہر کے سامنے عاجزی وانکساری ظاہر کر کے شوہر کو خوش کر لینا چاہئے کیوں کہ شوہر کا حق بہت بڑا ہے۔ اس کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ اپنے شوہر سے معافی تلافی کرانے میں عورت کی کوئی ذلت نہیں ہے بلکہ یہ عورت کے لئے عزت وفخر کی بات ہے کہ وہ معافی مانگ کر اپنے شوہر کو راضی کر لے۔

❁ عورت کو چاہئے کہ وہ اپنے شوہر سے اس کی آمدنی اور خرچ کا حساب نہ لیا کرے کیوں کہ شوہروں کے خرچ پر عورتوں کے روک ٹوک لگانے سے عموماً شوہروں کو چڑھ پیدا ہو جاتی ہے اور شوہروں پر غیرت سوار ہو جاتی ہے کہ میری بیوی ہو کر مجھ پر حکومت جتاتی ہے اور میری آمدنی وخرچ کا مجھ سے حساب طلب کرتی ہے۔ اس چڑھ کا انجام یہ ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ میاں بیوی کے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جایا کرتا ہے۔ اسی طرح عورت کو چاہئے کہ اپنے شوہر کے کہیں آنے جانے پر روک ٹوک نہ کرے نہ شوہر کے چال چلن پر شبہہ اور بدگمانی کرے کہ اس سے میاں بیوی کے تعلقات میں فساد وخرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور

خواہ مخواہ شوہر کے دل میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔

۞ جب تک ساس اور سسر زندہ ہیں عورت کے لئے ضروری ہے کہ ان دونوں کی بھی تابع داری اور خدمت گزاری کرتی رہے اور جہاں تک ممکن ہو سکے ان دونوں کو راضی اور خوش رکھے۔ ورنہ یاد رکھو کہ شوہر ان دونوں کا بیٹا ہے اگر ان دونوں نے اپنے بیٹے کو ڈانٹ ڈپٹ کر چاپ چڑھا دی تو یقیناً شوہر عورت سے ناراض ہو جائے گا اور میاں بیوی کے پیار بھرے تعلقات تہس نہس ہو جائیں گے۔ اسی طرح اپنے جیٹھوں، دیوروں اور نندوں، بھاوجوں کے ساتھ بھی خوش اخلاقی برتے۔ اور ان سبھوں کی دل جوئی میں لگی رہے۔ اور کبھی ہرگز ہرگز ان میں سے کسی کو ناراض نہ کرے۔ ورنہ دھیان رہے کہ ان لوگوں سے بگاڑ کا نتیجہ میاں بیوی کے تعلقات کی خرابی کے سوا کچھ بھی نہیں۔ عورت کو سسرال میں ساس اور سسر سے الگ تھلگ رہنے کی ہرگز کبھی کوشش نہیں کرنی چاہئے بلکہ مل جل کر رہنے ہی میں بھلائی ہے کیوں کہ ساس اور سسر سے بگاڑ اور جھگڑے کی یہی جڑ ہے۔ اور یہ خود سوچنے کی بات ہے کہ ماں باپ نے لڑکے کو پالا پوسا اور اس امید پر اس کی شادی کی کہ بڑھاپے میں ہم کو بیٹے اور اس کی دولھن سے سہارا اور آرام ملے گا لیکن دولھن نے گھر میں قدم رکھتے ہی اس بات کی کوشش شروع کر دی کہ بیٹا اپنے ماں باپ سے الگ تھلگ ہو جائے تو تم خود ہی سوچو کہ دولھن کی اس حرکت سے ماں باپ کو کس قدر غصہ آئے گا اور کتنی جھلاہٹ پیدا ہوگی۔ اس لئے گھر میں طرح طرح کی بدگمانیاں اور قسم قسم کے فتنہ وفساد شروع ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ میاں بیوی کے دلوں میں پھوٹ پیدا ہو جاتی ہے اور جھگڑے تکرار کی نوبت آجاتی ہے اور پھر پورے گھر والوں کی زندگی تلخ اور تعلقات درہم برہم

ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا بہتری اسی میں ہے کہ ساس اور سسر کی زندگی بھر ہرگز ہرگز کبھی عورت کو الگ رہنے کا خیال بھی نہیں کرنا چاہئے۔ ہاں اگر ساس اور سسر خود ہی اپنی خوشی سے بیٹے کو اپنے سے الگ کر دیں تو پھر الگ رہنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن الگ رہنے کی صورت میں بھی الفت و محبت اور میل جول رکھنا انتہائی ضروری ہے تاکہ ہر مشکل میں پورے کنبے کو ایک دوسرے کی امداد کا سہارا ملتا رہے۔ اور اتفاق و اتحاد کے ساتھ پورے کنبے کی زندگی بہتر اور عمدہ ہو۔

۞ عورت کو اگر سسرال میں کوئی تکلیف ہو یا کوئی بات ناگوار گزرے تو عورت کو لازم ہے کہ ہرگز ہرگز میکہ میں آ کر چغلی نہ کھائے۔ کیوں کہ سسرال کی چھوٹی چھوٹی سی باتوں کی شکایت میکہ میں آ کر ماں باپ سے کرنی یہ بہت ہی خراب اور بری بات ہے۔ سسرال والوں کو عورت کی اس حرکت سے بے حد تکلیف پہنچتی ہے۔ یہاں تک کہ دونوں گھروں میں بگاڑ اور لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ عورت شوہر کی نظروں میں بھی قابل نفرت ہو جاتی ہے۔

۞ عورت کو چاہئے کہ سسرال میں جا کر اپنے میکہ والوں کی بہت زیادہ تعریف اور بڑائی نہ بیان کرتی رہے کیوں کہ اس سے سسرال والوں کو یہ خیال ہو سکتا ہے کہ ہماری بہو ہم لوگوں کو بے قدر سمجھتی ہے اور ہمارے گھر والوں اور گھر کے ماحول کی توہین کرتی ہے۔ اس لئے سسرال والے بھڑک کر بہو کی بے قدری اور اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔

۞ گھر کے اندر ساس، نندیں یا جٹھانی، دیورانی یا کوئی دوسری دو عورتیں آپس میں چپکے چپکے باتیں کر رہی ہوں تو عورت کو چاہئے کہ ایسے وقت میں ان کے قریب نہ جائے اور نہ یہ جستجو کرے کہ وہ آپس میں کیا باتیں کر رہی ہیں۔ اور بلا

وجہ یہ بدگمانی بھی نہ کرے کہ کچھ میرے ہی متعلق باتیں کر رہی ہوں گی کہ اس سے خواہ مخواہ دل میں ایک دوسرے کی طرف سے کینہ پیدا ہو جاتا ہے جو بہت بڑا گناہ ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے فساد ہونے کا سبب بن جایا کرتا ہے۔

❁ عورت کو یہ بھی چاہئے کہ سسرال میں اگر ساس یا نندوں کو کوئی کام کرتے دیکھے تو جھٹ پٹ اٹھ کر خود بھی وہ کام کرنے لگے۔ اس سے ساس اور نندوں کے دل میں یہ اثر پیدا ہوگا کہ وہ عورت کو اپنا غم گسار اور رفیق کار بلکہ اپنا مددگار سمجھنے لگیں گی جس سے خود بخود ساس، نندوں کے دل میں ایک خاص قسم کی محبت پیدا ہو جائے گی۔ خصوصاً ساس، سسر اور نندوں کی بیماری کے وقت عورت کو بڑھ چڑھ کر خدمت اور تیمارداری میں حصہ لینا چاہئے کہ ایسی باتوں سے ساس، سسر اور نندوں بلکہ شوہر کے دل میں عورت کی طرف سے جذبۂ محبت پیدا ہو جاتا ہے۔ اور عورت سارے گھر کی نظروں میں وفادار و خدمت گزار سمجھی جانے لگتی ہے۔ اور عورت کی نیک نامی میں چار چاند لگ جاتے ہیں۔

❁ عورت کو لازم ہے کہ سسرال میں پہنچنے کے بعد ضد اور ہٹ دھرمی کی عادت بالکل ہی چھوڑ دے۔ عموماً عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ جہاں کوئی بات ان کی مرضی کے خلاف ہوئی فوراً غصہ میں آگ بگولا ہو کر الٹ پلٹ شروع کر دیتی ہیں۔ یہ بہت بری عادت ہے۔ لیکن میکہ میں چونکہ ماں باپ اپنی بیٹی کا ناز اٹھاتے ہیں اس لئے میکہ میں تو ضد اور ہٹ دھرمی اور غصہ وغیرہ سے عورت کو کچھ زیادہ نقصان نہیں پہنچتا لیکن سسرال میں ماں باپ سے نہیں بلکہ ساس اور سسر اور شوہر سے واسطہ پڑتا ہے۔ ان میں سے کون ایسا ہے جو عورت کا ناز اٹھانے کو تیار ہوگا۔ اس لئے سسرال میں عورت کی ضد اور ہٹ دھرمی اور غصہ اور چڑ چڑا پن

عورت کے لئے بے حد نقصان کا سبب بن جاتا ہے کہ پورے سسرال والے عورت کی ان خراب عادتوں کی وجہ سے عورت سے بالکل ہی بیزار ہوجاتے ہیں اور عورت سب کی نظروں میں ذلیل وخوار ہوجاتی ہے۔

❁ عموماً سسرال کا ماحول میکہ کے ماحول سے لگ تھلگ ہوتا ہے اور سب نئے نئے لوگوں سے عورت کا واسطہ پڑتا ہے۔اس لئے سچ پوچھو تو سسرال ہر عورت کے لئے امتحان گاہ ہے جہاں اس کی ہر حرکت وسکون پر نظر رکھی جائے گی اور اس کے ہر عمل پر تنقید کی جائے گی۔ نیا ماحول ہونے کی وجہ سے ساس اور نندوں سے کبھی کبھی خیالات میں ٹکراؤ بھی ہوگا۔اور اس موقع پر بعض وقت ساس اور نندوں کی طرف سے جلی کٹی اور طعنوں ،کوسنوں کی کڑوی کڑوی باتیں بھی سننی پڑیں گی۔ایسے موقعوں پر صبر اور خاموشی عورت کی بہترین ڈھال ہے۔عورت کو چاہئے کہ ساس اور نندوں کو ہمیشہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دیتی رہے اور ان کے طعنوں ،کوسنوں پر صبر کر کے بالکل ہی جواب نہ دے اور چپ سادھ لے۔ یہ بہترین طریقۂ عمل ہے۔ ایسا کرتے رہنے سے انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن ایسا آئے گا کہ ساس اور نندیں خود ہی شرمندہ ہوکر اپنی حرکتوں سے باز آجائیں گی۔

❁ عورت کو سسرال میں خاص طور پر بات چیت میں اس چیز کا دھیان رکھنا چاہئے کہ نہ تو اتنی زیادہ بات چیت کرے جو سسرال والوں اور پڑوسیوں کو ناگوار گزرے اور نہ اتنی کم بات کرے کہ منت وخوشامد کے بعد بھی کچھ نہ بولے۔اس لئے کہ یہ غرور وگھمنڈ کی علامت ہے۔ جو کچھ بولے سوچ سمجھ کر بولے اور اتنی نرم اور پیار بھرے لہجوں میں بات کرے کہ کسی کو ناگوار نہ گزرے اور کوئی ایسی بات نہ بولے جس سے کسی کے دل پر بھی ٹھیس لگے تا کہ عورت سسرال والوں اور رشتہ

ناطہ والوں اور پڑوسیوں سب کی نظروں میں ہر دلعزیز بنی رہے۔

بہترین بیوی کون؟

۞ جو اپنے شوہر کی فرمانبرداری اور خدمت گزاری کو اپنا فرض منصبی سمجھے۔

۞ جو اپنے شوہر کے تمام حقوق ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے۔

۞ جو اپنے شوہر کی خوبیوں پر نظر رکھے اور اس کے عیوب اور خامیوں کو نظر انداز کرتی رہے۔

۞ جو خود تکلیف اٹھا کر اپنے شوہر کو آرام پہنچانے کی ہمیشہ کوشش کرتی رہے۔

۞ جو اپنے شوہر سے اس کی آمدنی سے زیادہ کا مطالبہ نہ کرے۔ اور جو مل جائے اس پر صبر وشکر کے ساتھ زندگی بسر کرے۔

۞ جو اپنے شوہر کے سوا کسی اجنبی مرد پر نگاہ نہ ڈالے۔ نہ کسی کی نگاہ اپنے اوپر پڑنے دے۔

۞ جو پردے میں رہے اور اپنے شوہر کی عزت وناموس کی حفاظت کرے۔

۞ جو شوہر کے مال اور مکان وسامان اور خود اپنی ذات کو شوہر کی امانت سمجھ کر ہر چیز کی حفاظت ونگہبانی کرتی رہے۔

۞ جو اپنے شوہر کی مصیبت میں اپنی جانی و مالی قربانی کے ساتھ اپنی وفاداری کا ثبوت دے۔

۞ جو مذہب کی پابند اور دین دار ہو اور حقوق اللہ وحقوق العباد کو ادا کرتی ہو۔

۞ جو پڑوسیوں اور ملنے جلنے والی عورتوں کے ساتھ خوش اخلاقی اور شرافت و مروت کا برتاؤ کرے۔ اور سب اس کی خوبیوں کی مداح ہوں۔

۞ جو میکہ اور سسرال دونوں گھروں میں ہر دلعزیز اور باعزت ہو۔

احادیث کی روشنی میں شوہر پر عورت کے حقوق

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کے بارے میں بھلائی کرنے کی میں وصیت فرماتا ہوں تم میری اس وصیت کو قبول کرو۔ وہ پسلی سے پیدا کی گئیں اور پسلیوں میں سب سے زیادہ ٹیڑھی اوپر والی ہے اگر تو اسے سیدھا کرنے چلے تو توڑ دے گا اور اگر ویسی ہی رہنے دے تو ٹیڑھی باقی رہے گی۔ (بخاری و مسلم)

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان مرد عورت مومنہ کو مبغوض نہ رکھے اگر اس کی ایک عادت بری معلوم ہوتی ہے دوسری پسند ہوگی یعنی تمام عادتیں خراب نہیں ہوں گی۔ جبکہ اچھی بری ہر قسم کی باتیں ہوں گی تو مرد کو یہ نہ چاہئے کہ خراب ہی عادت کو دیکھتا رہے بلکہ بری عادت سے چشم پوشی کرے اور اچھی عادت کی طرف نظر کرے۔ (مسلم شریف)

حدیث: حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں اچھے وہ لوگ ہیں جو عورتوں سے اچھی طرح پیش آئیں۔

لہذا مردوں کے لئے ضروری ہے کہ ان ارشادات عالیہ کی پابندی کریں اور عورتوں کے ساتھ حسن سلوک، نرمی و للینت سے پیش آئیں۔

بیوی کے ساتھ زندگی گزارنے کا طریقہ

۞ ہر شوہر کے اوپر اس کی بیوی کا یہ حق فرض ہے کہ وہ اپنی بیوی کے کھانے پینے، اوڑھنے پہننے، رہنے سہنے اور دوسری ضروریات زندگی کا اپنی حیثیت کے مطابق اور اپنی طاقت بھر انتظام کرے۔ اور ہر وقت اس کا خیال رکھے کہ یہ اللہ

کی بندی میرے نکاح کے بندھن میں بندھی ہوئی ہے اور یہ اپنے ماں باپ، بھائی بہن اور تمام عزیز و اقارب سے جدا ہو کر صرف میری ہو کر رہ گئی ہے اور میری زندگی کے دکھ سکھ میں برابر کی شریک بن گئی ہے اس لئے اس کی زندگی کی تمام ضروریات کا انتظام کرنا میرا فرض ہے۔ یاد رکھو کہ جو مرد اپنی لاپرواہی سے اپنی بیویوں کے نان ونفقہ اور اخراجات زندگی کا انتظام نہیں کرتے وہ بہت بڑے گنہگار، حقوق العباد میں گرفتار اور قہر قہار وعذاب نار کے سزاوار ہیں۔

۞ میاں بیوی کی خوشگوار زندگی بسر ہونے کے لئے جس طرح عورتوں کو مردوں کے جذبات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اسی طرح مردوں کو بھی لازم ہے کہ عورتوں کے جذبات کا خیال رکھیں ورنہ جس طرح مرد کی ناراضگی سے عورت کی زندگی جہنم بن جاتی ہے اسی طرح عورت کی ناراضگی بھی مردوں کے لئے وبال جان ہو جاتی ہے۔ اس لئے مرد کو لازم ہے کہ عورت کی صورت وسیرت پر طعنہ نہ مارے اور عورت کے میکہ والوں پر بھی طعنہ زنی اور نکتہ چینی نہ کرے۔ نہ عورت کے ماں باپ اور عزیز و اقارب کو عورت کے سامنے برا بھلا کہے۔ کیوں کہ ان باتوں سے عورت کے دل میں مرد کی طرف سے نفرت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ میاں بیوی کے درمیان ناچاقی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر دونوں کی زندگی دن رات کی جلن اور گھٹن سے تلخ بلکہ عذاب جان بن جاتی ہے۔

۞ مرد کو چاہئے کہ خبردار خبردار کبھی بھی اپنی عورت کے سامنے کسی دوسری عورت کے حسن و جمال یا اس کی خوبیوں کا ذکر نہ کرے ورنہ بیوی کو فوراً ہی بدگمانی اور یہ شبہہ ہو جائے گا کہ شاید میرے شوہر کا اس عورت سے کوئی تعلق ہے۔ یا کم سے کم قلبی لگاؤ ہے۔ اور یہ خیال عورت کے دل کا ایسا کانٹا ہے کہ عورت کو ایک لمحہ کے

لئے بھی صبر و قرار نصیب نہیں ہو سکتا۔ یاد رکھو کہ جس طرح کوئی شوہر اس کو برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کی بیوی کا کسی دوسرے مرد سے ساز باز ہو اسی طرح کوئی عورت بھی ہرگز ہرگز کبھی اس بات کی تاب نہیں لا سکتی کہ اس کے شوہر کا کسی دوسری عورت سے تعلق ہو۔ بلکہ تجربہ شاہد ہے کہ اس معاملہ میں عورت کے جذبات مرد کے جذبات سے کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر ہوا کرتے ہیں۔ لہٰذا اس معاملہ میں شوہر کو لازم ہے کہ بہت زیادہ احتیاط رکھے ورنہ بدگمانیوں کا طوفان میاں بیوی کی خوشگوار زندگی کو تباہ و برباد کر دے گا۔

❁ مرد بلاشبہ عورت پر حاکم ہے۔ لہٰذا مرد کو یہ حق حاصل ہے کہ بیوی پر اپنا حکم چلائے۔ مگر پھر مرد کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنی بیوی سے کسی ایسے کام کی فرمائش نہ کرے جو اس کی طاقت سے باہر ہو یا وہ کام اس کو انتہائی ناپسند ہو۔ کیوں کہ اگر چہ عورت جبراً قہراً وہ کام کر دے گی مگر اس کے دل میں ناگواری ضرور پیدا ہو جائے گی جس سے میاں بیوی کی خوش مزاجی کی زندگی میں کچھ نہ کچھ تلخی ضرور پیدا ہو جائے گی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ رفتہ رفتہ میاں بیوی میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔

❁ مرد کو چاہئے کہ عورت کی غلطیوں پر اصلاح کے لئے روک ٹوک کرتا رہے کبھی سختی اور غصہ کے انداز میں اور کبھی محبت و پیار اور ہنسی خوشی کے ساتھ بھی بات چیت کرے۔ جو مرد صرف ڈانٹ پھٹکار اور مار پیٹ ہی سے بات کرتے ہیں ان کی بیویاں شوہروں کی محبت سے مایوس ہو کر ان سے نفرت کرنے لگتی ہیں۔ اور جو لوگ ہر وقت بیویوں کا ناز اٹھاتے رہتے ہیں اور بیوی لاکھوں غلطیاں کرے مگر پھر بھی شوہر کچھ نہیں بولتے ان لوگوں کی بیویاں گستاخ اور شوخ ہو کر شوہروں کو

اپنی انگلیوں پر نچاتی رہتی ہیں۔اس لئے شوہروں کو چاہئے کہ نہ بہت ہی کڑوا بنے نہ بہت ہی میٹھا بلکہ سختی اور نرمی موقع موقع سے دونوں پر عمل کرتا رہے۔

۞ عورت اگر اپنے میکہ سے کوئی چیز لا کر یا خود بنا کر پیش کرے تو مرد کو چاہئے کہ اگرچہ وہ چیز بالکل ہی گھٹیا درجے کی ہو مگر اس پر خوشی کا اظہار کرے۔اور نہایت ہی تپاک اور انتہائی چاہ کے ساتھ اس کو قبول کرے۔اور چند الفاظ تعریف کے بھی عورت کے سامنے کہہ دے تا کہ عورت کا دل بڑھ جائے۔اور اس کا حوصلہ بلند ہو جائے۔خبردار خبردار عورت کے پیش کئے ہوئے تحفوں کو کبھی ہرگز ہرگز نہ ٹھکرائے۔نہ اس کو حقیر بتائے نہ اس میں عیب نکالے۔ورنہ عورت کا دل ٹوٹ جائے گا اور اس کا حوصلہ پست ہو جائے گا۔

۞ عورت اگر بیمار ہو جائے تو شوہر کا یہ اخلاقی فریضہ ہے کہ عورت کی غمخواری اور تیمارداری میں ہرگز ہرگز کوئی کوتاہی نہ کرے۔بلکہ اپنی دل داری و دل جوئی سے عورت کے دل پر یہ نقش بٹھا دے کہ میرے شوہر کو مجھ سے بے حد محبت ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ عورت شوہر کے اس احسان کو یاد رکھے گی۔اور وہ بھی شوہر کی خدمت گزاری میں اپنی جان لڑا دے گی۔

۞ عورت کا اس کے شوہر پر ایک حق یہ بھی ہے کہ شوہر عورت کے بستر کی راز والی باتوں کو دوسروں کے سامنے نہ بیان کرے۔بلکہ اس کو راز بنا کر اپنے دل ہی میں رکھے۔کیوں کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کے نزدیک بدترین شخص وہ ہے جو اپنی بیوی کے پاس جائے پھر اس کے پردہ کی باتوں کو لوگوں پر ظاہر کرے اور اپنی بیوی کو دوسروں کی نگاہوں میں رسوا کرے۔

❁ شوہر کو چاہئے کہ عورت کے اخراجات کے بارے میں بہت زیادہ بخیلی اور کنجوسی نہ کرے۔ نہ حد سے زیادہ فضول خرچی کرے۔ اپنی آمدنی کو دیکھ کر بیوی کے اخراجات مقرر کرے۔ نہ اپنی طاقت سے بہت کم۔ نہ اپنی طاقت سے بہت زیادہ۔

❁ شوہر کو چاہئے کہ اپنی بیوی کو گھر کی چہار دیواری کے اندر قید کر کے نہ رکھے۔ بلکہ کبھی والدین اور رشتہ داروں کے یہاں آنے جانے کی اجازت دیتا رہے اور اس کی سہیلیوں اور رشتہ داری والی عورتوں اور پڑوسنوں سے بھی ملنے جلنے پر پابندی نہ لگائے۔ بشرطیکہ ان عورتوں کے میل جول سے کسی فتنہ وفساد کا اندیشہ نہ ہو۔ اور اگر ان عورتوں کے میل ملاپ سے بیوی کے بدچلن یا بداخلاق ہو جانے کا خطرہ ہو تو ان عورتوں سے میل جول پر پابندی لگا دینا ضروری ہے۔ اور یہ شوہر کا حق ہے۔

بہترین شوہر کون؟

❁ جو اپنی بیوی کے ساتھ نرمی، خوش خلقی اور حسن سلوک کے ساتھ پیش آئے۔

❁ جو اپنی بیوی کے حقوق ادا کرنے میں کسی قسم کی غفلت اور کوتاہی نہ کرے۔

❁ جو اپنی بیوی کا اس طرح ہو کر رہے کہ کسی اجنبی عورت پر نگاہ نہ ڈالے۔

❁ جو اپنی بیوی کو اپنے عیش و آرام میں برابر کا شریک سمجھے۔

❁ جو اپنی بیوی پر کبھی ظلم اور کسی قسم کی بے جا زیادتی نہ کرے۔

❁ جو اپنی بیوی کی تند مزاجی اور بداخلاقی پر صبر کرے۔

❁ جو اپنی بیوی کی خوبیوں پر نظر رکھے اور معمولی غلطیوں کو نظر انداز کرے۔

❁ جو اپنی بیوی کی مصیبتوں، بیماریوں اور رنج و غم میں دل جوئی، تیمارداری اور وفاداری کا ثبوت دے۔

❁ جو اپنی بیوی کو پردہ میں رکھ کر عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔

- جو اپنی بیوی کو دین داری کی تاکید کرتا ہے اور شریعت کی راہ پر چلائے۔
- جو اپنی بیوی اور اہل وعیال کو رزق حلال کما کر کھلائے۔
- جو اپنی بیوی کو ذلت ورسوائی سے بچائے رکھے۔
- جو اپنی بیوی کے اخراجات میں بخیلی اور کنجوسی نہ کرے۔
- جو اپنی بیوی پر اس طرح کنٹرول رکھے کہ وہ کسی برائی کی طرف رخ بھی نہ کر سکے۔

ساس اور بہو

دنیا کی بڑی سے بڑی لڑائیوں یہاں تک کہ عالمی جنگوں کا خاتمہ ہو گیا مگر ساس بہو کی جنگ وہ جنگ عظیم ہے جو تقریباً ہر گھر اس لڑائی کا میدان جنگ بنا ہوا ہے اور ختم ہونے کا نام نہیں لیتی۔ ماں نہایت ہی لاڈ اور بڑے ہی پیار سے اپنے بیٹوں کو پالتی ہے۔ اور جب لڑکے جوان ہو جاتے ہیں تو لڑکوں کی ماں اپنے بیٹوں کی شادی اور ان کا سہرا دیکھنے کے لئے سب سے زیادہ بے چین اور بے قرار رہتی ہے۔ اور گھر گھر کا چکر لگا کر اپنے بیٹے کی دولھن تلاش کرتی پھرتی ہے یہاں تک کہ بڑے پیار اور چاہ سے بیٹے کی شادی رچاتی ہے۔ اور اپنے بیٹے کی شادی کا سہرا دیکھ کر پھولے نہیں سماتی۔ مگر جونہی غریب دولھن اپنا میکہ چھوڑ کر اور اپنے ماں باپ، بھائی بہن اور رشتہ ناطہ والوں سے جدا ہو کر اپنے سسرال میں قدم رکھتی ہے ساس بہو کی جنگ شروع ہو جاتی ہے۔ اور بے چارہ شوہر ماں اور بیوی کی لڑائی کی چکی کے دو پاٹوں کے درمیان پسنے لگتا ہے۔ غریب شوہر ایک طرف ماں کے احسانوں کے بوجھ سے دبا ہوا۔ اور دوسری طرف بیوی کی محبت میں جکڑا ہوا۔ ماں اور بیوی کی لڑائی کا منظر دیکھ دیکھ کر کوفت کی آگ میں جلتا رہتا ہے۔ اور اس کے

لئے بڑی مشکل یہ آن پڑتی ہے کہ اگر وہ اس لڑائی میں اپنی ماں کی حمایت کرتا ہے تو بیوی کے رونے دھونے اور اس کے طعنوں اور میکہ چلی جانے کی دھمکیوں سے اس کا بھیجا کھولنے لگتا ہے۔ اور اگر بیوی کی پاسداری میں ایک لفظ بول دیتا ہے تو ماں اپنی چیخ پکار اور کوسنوں سے سارا گھر سر پر اٹھا لیتی ہے۔ اور ایسے گرم گرم اور دل خراش طعنے سنتا ہے کہ رنج و غم سے اس کے سینے میں دل پھٹنے لگتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ ساس بہو کی لڑائی میں ساس، بہو اور شوہر تینوں کا کچھ نہ کچھ قصور ضرور ہوتا ہے۔ لیکن تجربہ یہ بتاتا ہے کہ اس لڑائی میں سب سے بڑا ہاتھ ساس ہی کا ہوا کرتا ہے۔ حالانکہ ہر ساس پہلے خود بھی بہو رہ چکی ہوتی ہے۔ مگر وہ اپنے بہو بن کر رہنے کا زمانہ بالکل بھول جاتی ہے۔ اور اپنی بہو سے ضرور لڑائی کرتی ہے۔ اور اس کی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ جب تک لڑکے کی شادی نہیں ہوتی سو فیصدی بیٹے کا تعلق ماں ہی سے ہوا کرتا ہے۔ بیٹا اپنی ساری کمائی اور جو سامان بھی لاتا ہے وہ اپنی ماں ہی کے ہاتھ میں دیتا ہے۔ اور ہر چیز ماں ہی سے طلب کر کے استعمال کرتا ہے۔ اور دن رات میں سیکڑوں مرتبہ اماں اماں کہہ کر بات بات میں ماں کو پکارتا ہے۔ اس سے ماں کا کلیجا خوشی سے پھول جاتا ہے۔ اور ماں اس خیال میں مگن رہتی ہے کہ میں گھر کی مالکن ہوں۔ اور میرا بیٹا میرا فرمانبردار ہے۔ لیکن شادی کے بعد جب بیٹے کی محبت بیوی کی طرف رخ کر لیتی ہے۔ اور بیٹا کچھ نہ کچھ اپنی بیوی کو دینے اور کچھ نہ کچھ اس سے مانگ کر لینے لگتا ہے تو ماں کو فطری طور پر ایک بہت بڑا جھٹکا لگتا ہے کہ میرا بیٹا میں نے اس کو پال پوس کر بڑا کیا اور اب یہ مجھ کو نظر انداز کر کے اپنی بیوی کے قبضہ میں چلا گیا۔ اب اماں اماں پکارنے کی بجائے بیگم بیگم پکارتا ہے۔ اپنی کمائی مجھے دیتا تھا

اب بیوی کے ہاتھ سے ہر چیز لیا دیا کرتا ہے۔ اب میں گھر کی مالکن نہیں رہی۔ اس خیال سے ماں پر ایک جھلاہٹ سوار ہو جاتی ہے۔ اور وہ بہو کو جذبۂ حسد میں اپنی مدمقابل بنا کر اس سے لڑائی جھگڑا کرنے لگتی ہے۔ اور بہو میں طرح طرح کے عیب نکالنے لگتی ہے اور قسم قسم کے طعنے اور کوسنے دینا شروع کر دیتی ہے۔ بہو شروع شروع میں تو یہ خیال کر کے کہ یہ میرے شوہر کی ماں ہے کچھ دنوں تک چپ رہتی ہے مگر جب ساس حد سے گزرنے لگتی ہے تو پھر بہو کے دل میں ساس کے تعلق سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور پھر معاملہ بڑھتے بڑھتے دونوں طرف سے آمنے سامنے سوال و جواب کا تبادلہ ہونے لگتا ہے۔ پھر بڑھتے بڑھتے اس جنگ کے شعلے ساس اور بہو کے خاندانوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ اور دونوں خاندانوں میں بھی جنگ عظیم شروع ہو جاتی ہے۔

اس لڑائی کے خاتمہ کی بہترین صورت یہ ہے کہ اس جنگ کے تینوں فریق (ساس، بہو اور بیٹا) اپنے اپنے حقوق و فرائض کو ادا کرنے لگیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ کے لئے یہ جنگ ختم ہو جائے گی۔

ساس کے فرائض

ہر ساس کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی بہو کو اپنی بیٹی کی طرح سمجھے اور ہر معاملہ میں اس کے ساتھ شفقت و محبت کا برتاؤ کرے۔ اگر بہو سے اس کی کمسنی یا ناتجربہ کاری کی وجہ سے کوئی غلطی ہو جائے تو طعنہ مارنے اور کوسنے دینے کی بجائے اخلاق و محبت کے ساتھ اس کو کام کا صحیح طریقہ اور ڈھنگ سکھائے۔ اور ہمیشہ اس کا خیال رکھے کہ یہ کم عمر اور ناتجربہ کار لڑکی اپنے ماں باپ سے جدا ہو کر ہمارے گھر میں آئی ہے۔ اس کے لئے یہ گھر نیا اور اس کا ماحول نیا ہے۔ اس کا یہاں ہمارے سوا کون

ہے؟ اگر ہم نے اس کا دل دکھایا تو اس کو تسلی دینے والا اور اس کے آنسو پونچھنے والا یہاں دوسرا کون ہے؟ بس ہر ساس یہ سمجھ لے اور ٹھان لے کہ مجھے اپنی بہو سے ہر حال میں شفقت و محبت کرنی ہے۔ بہو مجھے خواہ کچھ بھی سمجھے مگر میں تو اس کو اپنی بیٹی ہی سمجھوں گی۔ تو پھر سمجھ لو کہ ساس بہو کا جھگڑا آدھے سے زیادہ ختم ہو گیا۔

بہو کے فرائض

ہر بہو کو لازم ہے کہ اپنی ساس کو اپنی ماں کی جگہ سمجھے اور ہمیشہ ساس کی تعظیم اور اس کی فرمانبرداری و خدمت گزاری کو اپنا فرض سمجھے۔ ساس اگر کسی معاملہ میں ڈانٹ ڈپٹ کرے تو خاموشی کے ساتھ سن لے۔ اور ہرگز ہرگز خبردار خبردار کبھی ساس کو پلٹ کر الٹا سیدھا جواب نہ دے بلکہ صبر کرے۔ اسی طرح اپنے سسر کو بھی اپنے باپ کی جگہ جان کر اس کی تعظیم و خدمت کو اپنے لئے لازم سمجھے اور ساس سسر کی زندگی میں ان سے الگ رہنے کی خواہش نہ ظاہر کرے اور اپنی دیورانیوں، جٹھانیوں اور نندوں سے بھی حسب مراتب اچھا برتاؤ رکھے۔ اور یہ ٹھان لے کہ مجھے ہر حال میں انہیں لوگوں کے ساتھ زندگی بسر کرنی ہے۔

بیٹے کے فرائض

ہر بیٹے کو لازم ہے کہ جب اس کی دولھن گھر میں آجائے تو حسب دستور اپنی دولھن سے خوب خوب پیار و محبت کرے لیکن ماں باپ کے ادب و احترام اور ان کی خدمت و اطاعت میں ہرگز ہرگز بال برابر بھی فرق نہ آنے دے۔ اب بھی ہر چیز کا لین دین ماں ہی کے ہاتھ سے کرتا رہے۔ اور اپنی دولھن کو بھی یہی تاکید کرتا رہے کہ بغیر میری ماں اور میرے باپ کی رائے لئے ہرگز ہرگز کوئی کام نہ کرے۔ اس طرز عمل سے ساس کے دل کو سکون و اطمینان رہے گا کہ اب بھی

گھر کی مالکہ میں ہی ہوں ۔ اور بیٹا، بہو دونوں میرے فرمانبردار ہیں ۔ پھر ہرگز ہرگز کبھی بھی وہ بیٹے اور بہو سے نہیں لڑے گی ۔ جولڑکے شادی کے بعد اپنی ماں سے لاپرواہی برتنے لگتے ہیں اور اپنی دولھن کو گھر کی مالکہ بنالیا کرتے ہیں عموماً اسی گھر میں ساس بہو کی لڑائیاں ہوا کرتی ہیں ۔ لیکن جن گھروں میں ساس، بہو اور بیٹے اپنے مذکورہ بالا فرائض کا خیال رکھتے ہیں ان گھروں میں ساس بہو کی لڑائیوں کی نوبت ہی نہیں آتی ۔ اس لئے بے حد ضروری ہے کہ سب اپنے اپنے فرائض اور دوسروں کے حقوق کا خیال ولحاظ رکھیں ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سب کوتوفیق دے اور ہر مسلمان کے گھر کوامن وسکون عطافرمائے ۔

رسوم شادی

شادیوں میں طرح طرح کی رسمیں برتی جاتی ہیں ۔ ہر ملک میں نئے نئے رسوم ہر قوم وخاندان کے رواج اور طریقے جداگانہ ۔ اور رسوم کی بنا عرف پر ہے یہ کوئی نہیں سمجھتا کہ شرعاً واجب یا سنت یا مستحب ہیں ۔ لہٰذا جب تک کسی رسم کی ممانعت شریعت سے ثابت نہ ہو اس وقت تک اسے حرام وناجائز نہیں کہہ سکتے ۔ کھینچ تان کر ممنوع قرار دینا زیادتی ہے ۔ مگر یہ ضرور ہے کہ رسوم کی پابندی اسی حد تک کرسکتا ہے کہ کسی فعل حرام میں مبتلا نہ ہو ۔ بعض لوگ اس قدر پابندی کرتے ہیں کہ ناجائز فعل کرنا پڑے تو پڑے مگر رسم کا چھوڑنا گوارا نہیں ۔ ایسا ہرگز نہ ہونا چاہیئے ۔ شریعت کی پابندی اور اس پر عمل ہر گھڑی اور ہر موقع پر لازم وضروری ہے ۔ اسی میں دین ودنیا کی بھلائی ۔ معاشرے کے لئے آسانی ۔ اور آخرت کی اچھائی ہے ۔

مولیٰ تعالیٰ ہمیں نواہی سے بچنے اور اوامر پر چلنے کی توفیق عطافرمائے ۔

جہیز

ماں باپ کچھ کپڑے، کچھ زیورات، کچھ سامان، برتن، پلنگ، بستر، میز، کرسی، تخت، جانماز، قرآن شریف، دینی کتابیں وغیرہ لڑکی کو دے کر اس کو سسرال بھیجتے ہیں۔ یہ لڑکی کا جہیز کہلاتا ہے۔ بلا شبہہ یہ جائز ہے۔ بلکہ سنت ہے۔ کیوں کہ ہمارے حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جہیز میں کچھ سامان دے کر رخصت فرمایا تھا۔ لیکن یاد رکھو کہ جہیز میں سامانوں کو دینا یہ ماں باپ کی محبت وشفقت کی نشانی ہے۔ اور ان کی خوشی کی بات ہے۔ ماں باپ پر لڑکی کو جہیز دینا یہ فرض وواجب نہیں ہے۔ لڑکی اور داماد کے لئے ہرگز ہرگز یہ جائز نہیں ہے کہ وہ زبردستی ماں باپ کو مجبور کر کے اپنی پسند کا سامان جہیز میں وصول کریں۔ ماں باپ کی حیثیت اس قابل ہو یا نہ ہو مگر جہیز میں اپنی پسند کی چیزوں کا تقاضا کرنا اور ان کو مجبور کرنا کہ وہ قرض لے کر بیٹی داماد کی خواہش پوری کریں۔ یہ خلاف شریعت بات ہے۔ بلکہ آج کل ہندوؤں کے تلک جیسی رسم مسلمانوں میں بھی چل پڑی ہے کہ شادی طے کرتے وقت ہی یہ شرط لگا دیتے ہیں کہ جہیز میں فلاں فلاں سامان اور اتنی اتنی رقم دینی پڑے گی۔ چنانچہ بہت سے غریبوں کی لڑکیاں اسی لئے بیاہی نہیں جارہی ہیں کہ ان کے ماں باپ لڑکی کے جہیز کی مانگ پوری کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ یہ رسم یقیناً خلاف شریعت ہے۔ اور جبراً قہراً ماں باپ کو مجبور کر کے زبردستی جہیز لینا یہ ناجائز ہے۔

لہٰذا مسلمانوں پر لازم وضروری ہے کہ اس بری رسم کو ختم کر دیں۔ اور سنت وشریعت کے پاسدار و پابند بن جائیں تا کہ دنیوی زندگی میں سکون اور آخرت میں کامیابی وسرخروئی حاصل ہو۔ ☆☆☆